OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.01.0126, PP: 37-50

بدھ مت کے اخلاقیات میں اخلاقی جہاتِ ثمانیہ (آریہ ستیہ) اور اسلامی متقابل اخلاق تعلیمات: ایک تحقیقی جائزہ

The Buddhist Ethical System (Eight Fold Paths/Aaria Satia) and Islamic Ethical Teaching "A Research Study"

Published:
01-06-2022
Accepted:
15-05-2022
Received:
31-12-2021

Dr. Mian Mujahid Shah
Lecturer, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: Khurasani1987@gmail.com
https://orcid.org/0000-0003-0025-4898

Zakir ullah
PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies and Religious Affairs, University of Malakand
Email: Zakiruom438@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-9382-621X

Irfan ullah
PhD Research Scholar, Theology Department, Islamia College University Peshawar
Email: Irfanullah0011@gmail.com
https://orcid.org/0000-0002-0123-6854

Abstract

This article provides a comparative overview of the specific moral aspects of the two religions "Islam and Buddhism". In which, an attempt has been made to prove this, Why wars and conflict are connected to religions? Why peaceful and ethical teaching of religions are hidden from lay community? For this, I adopted comparative study and critical temperament has been used to a lesser extent in order to gain access to the distinct moral teachings from the literature of other atheists and to pave the way for the followers of different religions to expand. Where other problems and difficulties surround religions, the issues that stand in the way of religions, they present to you how religion leads to decline, the following issues: Science, Atheism, Social Interaction, Philosophy of Religions, Feminism Movements, Sectarianism/Inter sects, Secularism, Inter Marriages. These are some of the things that hinder the progress of religion.

CC BY

Therefore, the religious people are requested, not to ignore the above mentioned issues but to look at them and teach religious teachings and at the same time take care of them as there is a lack of ethics and work in all areas, adhering to moral teachings.

Key Words: *Buddhism, Ethics, Aria-Satia, Atheism, Secularism, Science, Eight fold Paths, Feminism, Conflict, Peace*

تاریخ عالم کا اگر بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ چھٹی صدی قبل از مسیح میں دنیا کے بیشتر خطوں اور حصوں میں مختلف مذہبی گروہوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا جو کہ رائج الوقت مذاہب کے مختلف قسم کے پیچیدگیوں اور ان کے بعض کھوکھلے عقائد اور رسوم کے خلاف صف بستہ ہو گئیں تھیں اور ان نو مولود مذہبی تحریکوں نے لوگوں کے اصلاح پر بھرپور توجہ دی۔ان تحاریک میں ایک تحریک کا نام بدھ مت ہے۔جس کا بانی مہاتما گوتم سدھارتھ بدھ ہے۔

"بدھ مذہب ایک صوفیانہ مذہب ہے جس کی ابتداء پانچوں صدی قبل مسیح میں ہوئی۔ بدھ مذہب کا شمار آج کل کے اہم ،بڑے اور مشہور مذاہب میں ہوتا ہے"[1]

بدھ مت کا تاریخی پس منظر:

بدھ مت کی ابتداء ہندوستان میں ہوئی، جہاں پر برہمنیت کا دور دورہ تھا اور انہوں نے پورے ہندوستان کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا،اور وہاں پر رہنے والوں کو اپنے ظلم و ستم کے زنجیروں میں جکڑ کر رکھا تھا،لیکن برہمنوں کا وجود بدھ ازم کے تشکیل اور معرض وجود میں آنے کے لیے کسی بڑی اور قیمتی نعمت سے کم نہیں تھا۔کیونکہ برہمن ازم کے غیر موجودگی میں بدھ ازم اپنے بعض اہم تشکیلی عناصر سے محروم ہو جاتا۔برہمنوں کے ظلم وزیادتی نے عوام کی زندگی کو مشکل میں ڈالی تھی۔اس صورت حال میں برہمنیت کے خلاف لوگوں کا اٹھ جانا ایک فطری عمل تھا۔لہٰذا گوتم بدھ نے بدھ مذہب کی بنیاد رکھ دی جہاں اونچ نیچ اور میل ذات پات کا کوئی تصور نہیں تھا،سب لوگ اس میں برابر اور خیال تھے،تو بہت جلد اس مذہب نے لوگوں کے فکروں دلوں میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کر لیا اور بڑی تعداد میں عوام نے اس مذہب کو تسلیم کر لیا،کیونکہ بدھ ازم نے ہندوازم کے تمام تر غیر انسانی اور شدت پسندانہ قیود و شرائط کو یکسر مسترد کر دیا،ذات پات کے تقسیم کو یکسر مسترد کرتے ہوئے سارے لوگوں کو مساوات اور برابری کا مقام دیا۔بدھ مت ایک ایسا مذہب اور فلسفہ ہے، جو مختلف عقائد،روایات اور طرز عبادات مشتمل ہے، جہاں زیادہ تر ابتدائی تعلیمات کی بنیاد گوتم سدھارتھ کے طرف منسوب ہیں۔ بدھ مت کا شمار دنیا کے بڑے مذاہب میں ہوتا ہے۔بدھ مت کی بنیادی عقائد پر اگر نظر ڈالی جائے تو یہ مذہب وحدانیت الٰہی پر مبنی تھا،کیونکہ گوتم بدھ کی جو بنیادی تعلیمات تھیں اس میں شرک کا بڑی سختی سے روکا گیا تھا۔بدھ مت کے ابتدائی دور گزرنے کے بعد اس نے دو صورتیں اختیار کر لیں۔سری لنکا اور برما جیسے ملک میں تو اس نے اپنی بنیادی تصور کو برقرار رکھا لیکن چین اور برما میں یہ دوسرے مذاہب سے متاثر ہو کر اس مذہب نے ایک پیچیدہ عقیدے کی شکل اپنائی۔بہر حال بنی نوع انسان کو نجات کا راستہ بتانے ،تمام مخلوقات پر رحم کرنے اور عالمگیر بھائی چارے کے تبلیغ جیسے اچھے خصوصیات کے بدولت اس مذہب نے بنی نوع انسانوں کے دل میں اپنا مقام پیدا کر لیا۔

"چونکہ بدھ مت "برہمنیت" میں پائی جانی والی نقائص اور غلط عقائد کے اصلاح کا درس دیتا تھا اس لیے کئی برہمن

گوشہ نشین مذہبی رہنما بھی اس میں شامل ہوگئے[2]

گوتم بدھ کے وفات کے بعد فوراًہی یہ مذہب بڑے قلیل عرصہ میں یہ مذہب اپنے بہترین تعلیمات اور خصوصیات کے وجہ سے ہندوستان کے طول وعرض میں پھیل چکا تھا گوتم بدھ کے اس جہان سے جانے کے بعد اس مذہب کی پوری ذمہ داری "سنگھ" جماعت نے لے لی۔ گوتم بدھ نے اپنی حیات میں چونکہ اس مذہب کی رہنمائی کے لیے کوئی مذہبی کتاب مرتب نہیں کی تھی، اور نہ اپنی مذہب کی کوئی خاص تدوین کی تھی، لہٰذا یہ کام ان کے فوت ہونے کے بعد سنگھ جماعت نے بخوبی نبھایا اور اس مذہب کے لیے ایک مذہبی کتاب کی تدوین اور ترتیب میں اہم کردار ادا کیا۔ ہنایان فرقہ بدھ مت کا ایک اہم فرقہ شمار کیا جاتا ہے۔ یہ فرقہ جزئیات کو چھوڑ کر کلیات میں قدیم بدھ مذہب پر عمل پیرا ہے۔ یہ بدھ کی تعلیمات کے مطابق خدائی اور روح کا قائل نہیں ہے اور گوتم بدھ کو ایک ہادی اور اخلاقیات کا استاد مانتا ہے[3]

آریہ ستیہ/اخلاقی جہاتِ ثمانیہ اور بودھی فلسفہ اہنسا:

بدھ مذہب ترک عن الدنیا کی تعلیم دینی والی مذہب ہے۔ بدھ مت نے مشکلات کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان مشکلات سے دور رہنے کی تعلیم دی کیونکہ گوتم بدھ جو خود ایک ہندو گھرانے کا ایک مشہور بادشاہ ساکیہ یا شاکیہ منی قبیلے کا سردار سدھودنا (اور کھشتری جو بادشاہوں کا ذات تھا) میں شاہی محل مچلنا وستو کے مقام میں پیدا ہوا تھا۔ بیس برس تک محل سے باہر نہیں نکلنے دیا۔ جب پہلی مرتبہ باہر گیا اور اس نے پہلی مرتبہ چار مشہور واقعات دیکھے یعنی بوڑھے، بیمار، جنازہ اور غریب شخص کو دیکھا تو اس کے ذہن میں عجیب وغریب خیالات نے ایسا گھر بسایا کہ وہ ان سب مشکلات سے دور رہنے اور ان مشکلات کو ختم کرنے کی غرض سے گھر، علاقہ، خاندان اور سب کچھ چھوڑ کر جنگل میں اپنے جسم کو مختلف قسم کی اذیتیں دے کر تفکر اور خیالات کی دنیا میں گم ہوگیا۔ ہندو راہبوں سے ملے کبھی کدھر بھاگے لیکن مسئلہ لاینحل ہے۔ عرصہ گزرنے کے ساتھ ساتھ ایک وہ دن آیا کہ پیپل کے درخت کے نیچے مراقبے کی حالت میں وہ نروان حاصل کیا جس کے لئے وہ نکلا تھا۔ ایک غیبی پیغام نے اس کا ساتھ دے دیا۔ اس دن کے بعد تبلیغ میں مصروف ہوگیا کہ یہ دنیا مسائل اور مشکلات کا گھر ہے اور یہ زندگی دکھ کا نام ہے اب اس دکھ سے خلاصی (اور سنسکرت زبان میں نروان پالی زبان میں نبان) حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔ اس کی صدا ہر طرف لگائی اور دور دراز کے اسفار شروع کردئے ایک وقت ایسا پھر دنیا نے دیکھا کی گوتم جس کا مادری اور گھر میں رکھا گیا نام گوتم سدھارتھ تھا بدھ میں منتقل ہوا۔ گوتم آپکے خاندان کا نام ہے لیکن بدھ سنسکرت زبان میں عارف، زاہد یا تارک الدنیا کے لئے استعمال کیا جانے والا لفظ سدھارتھ کی جگہ مستعمل ہوا۔[4]

گوتم کے تعلیمات میں عوام کو زندگی گزارنے کے احکامات یقیناً بہت عام فہم اور آسان کے ساتھ قابل الاستعمال ہے کیونکہ گوتم بدھ ایک ایسے معاشرے میں پیدا ہوئے تھے جہاں انسان کو انسان کا درجہ تو درکنار انسان کو انسان کہنا بھی مشکل تھا۔ گوتم کی تعلیمات کو وقت اور زمانے کے مطابق جن لوگوں نے اپنائے انہوں نے بڑے مسائل جھیلیں اور اکثر وبیشتر موت انجام کار ہوتی۔ سیاسی فضا ان باتوں کا متحمل نہیں تھا پھر بھی گوتم نے مسائل کا پرواکئے بغیر اپنے مشن کو ایک حد تک کامیاب کرایا۔ انہوں نے اپنے دعوتی مشن اور پیغام عوام کے سامنے پیش کیا۔

غرض بدھ مت کی تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا کہ بدھ مت کی تعلیمات نے بنی آدم کو دو علیحدہ گروہوں میں منقسم کیا ہوا ہے، ویسے تو تقسیم یا گروہ بندی کا گوتم سخت خلاف تھا۔ مساوات کا قائل تھا لیکن یہاں انہوں نے کچھ اسی طرح کردیا ہے کہ

انسانوں کو دو مشہور نوع میں منقسم کیا ہوا ہے ایک کو دنیادار یعنی عام لوگ اور دوسرے قسم کو مذہب پرست، درویش یا تارک دنیا یا اسی طرح جدید لفظ جو آج کل زیادہ مستعمل ہے "مونک Monk" ہے۔ یہ وہ قسم ہے کہ جس کے لئے گوتم بدھ نے انتہائی عجیب اور واقعی مشکل اصول اور قواعد مرتب کئے ہیں، اس طبقہ میں داخل ہونے کے لئے مساوات والے مشہور عقیدے کو استعمال کیا ہے کہ کوئی بھی بدھ مت کا اہل کار اس میں داخل ہو سکتا ہے لیکن اس شرط پر کہ وہ انہی اصولوں کی پاسداری کرسکے۔ گوتم چھوٹے بڑے قواعد سازی بنانے کا حامی نہیں تھے کیونکہ وہ اصول سے زیادہ زور عمل اور اخلاقیات پر دیتے تھے۔

گوتم بدھ نے اس عالمِ کائنات اور یہاں کی زندگی کو دکھ کہا ہے۔ کہ زندگی دُکھ اور غم کا نام ہے۔ اب اس غم کو ختم کرنے کے اور اپنی زندگی کو سکون میں تبدیل کرنے یعنی حصولِ نروان کے لئے مختلف مذاہب کے اپنے اپنے فلسفے ہیں۔ بدھ مذہب میں بھی کچھ اسی طرح مصائب سے خلاصی کے لئے وہی آٹھ اصول وضع کئے ہیں جن کو ہشت مارگ کہتے ہے۔ گوتم نے اس زندگی میں مشہور چار بنیادی صداقتیں پائی ہے۔ دنیا کی زندگی غم ہونے کے ساتھ غم آنے کی وجہ اور اس طرح اس کی انسداد کو اپنی تعلیمات کا بنیاد بنایا ہے اور جو چار بنیادی صداقتیں پیش کئے تھے ان کو آریہ ستیہ یا پھر دھما کا پواتنا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کو انگریزی میں Four Noble Truths کہتے ہے چونکہ یہ چار ہے ذیل میں تفصیلاً قدرے اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

1. دکھا/Dukkha
2. تنہا/Tanha
3. سبب دکھ/Cause of Suffering
4. انسداد دکھ/ Eight fold Paths[5]

مذکورہ چار بنیادی صداقتوں کی تفصیل یہ ہے کہ زندگی غموں اور مشکلات کا نام ہے جس کو دکھا کہتے ہے۔ دوسری صداقت اس دکھ کی کوئی نا کوئی وجہ ہوگی جس کو سمودیا سکا کہتے ہے جو عقلی طور پر بھی ٹھیک ہے۔ تیسری عظیم سچائی یہ ہے کہ اس غم کو لانے والی وجہ سے اپنے آپ کو دور کرنا لازمی اور ضروری ہے جس کو نیرودھا سکا کہتے ہے۔ بنیادی اور آخری سچائی یہ ہے، کہ وہ کونسا راستہ ہے، جس کے واسطے اس تکلیف والم سے بچا جاسکتا ہے اس کو مگا سکا کہتے ہے[6] اس کا طریقہ کہ اعتدالی راستہ اپنایا جائے کہ اپنے آپ کو زیادہ مشقت میں نہ ڈالے بلکہ سہولت والے راستے کا انتخاب کرلے ان تعلیمات کو یہاں لانے کا مقصد یہ تھا کہ جیسا کہ بدھ تعلیمات میں زندگی دکھوں اور مشکلات کا نام ہونے کا فلسفہ بتایا ہے۔ اب اس دکھ اور مسائل سے نکلنے کا جو ظاہری صورت ہے یعنی مذہبی تعلیمات اس طرح ہے کہ ان دکھوں سے نجات اور خلاصی ہے۔ کہ کسی طرح دنیاوی مسائل اور مشکلات سے اپنے کو دور اور اس سے خلاصی پاسکے۔ اسی طرح بدھ مت کا بھی ہے۔ یہی عقیدہ بدھ مت اور پالی زبان میں اس خلاصی کے لئے لفظ نبان یا نروان (Nirvan) استعمال کیا جاتا ہے۔ اب یہاں حصولِ نروان کے راستے اور طُرق اس مذہب کی روشنی میں دیکھتے ہے۔ لہٰذا حصولِ نروان کے لئے اولاً آٹھ اصول پر چلنے کو لازم قرار دیا ہے، جو آنے والے اقتباس میں ذکر ہے اس کو اردو کتاب میں عماد الحسن صاحب نے اشٹانگ مارگ کا لفظ لکھا ہے۔ جسے تفصیلاً درج کیا جاتا ہے[7]

1. صحیح علم اور عقیدہ یعنی نظریہ کا ٹھیک ہونا (سمیک درِشٹی اور پالی میں سادِ تھی) Right View
2. صحیح ارادہ یعنی نیت کا درست ہونا (سمیک سنکلپ اور پالی میں سماسنکپّا) Right Aim
3. صحیح عمل یعنی یہاں اخلاقیات کے خلاف امور سے بچنے کی تاکید ہے (سمیک کرمانتا پالی میں ساکمانتا) Right

Action

4. صحیح کلام یعنی بندے کا بول جھوٹ سے پاک ہو اور گفتار میٹھا ہو (سمیک واک پالی میں سماواک) Right Speech
5. صحیح کوشش یعنی اچھے خیالات اور پسندیدہ جذبات کا ہونا (سمیک دہام پالی میں سمادیام) Right Mindfulness
6. صحیح غور و فکر یعنی رزق کی تلاش کے لئے حلال راستہ تلاش کرنا (سمیک اجیوااور پالی میں سماجیوا) Right Effort
7. صحیح سلوک یعنی بدھ مت کی بنیادی عقیدہ مراقبے کے ذریعے باطنی صفائی کرنا (سمیک سمادھی پالی سماسمادھی) Right Living
8. صحیح یادداشت یعنی ہر کام کو پہلے سوچ اور ہوشیاری کے ساتھ نبھانا (سمیک سمرتی اور پالی میں سماستی) Right Concentration [8]

بعض نے ان آٹھ کو تین مختصر اقسام میں پرویا ہے جو ذیل میں مندرج ہے:

1. فہم و عقل
2. اخلاق
3. توجہ اور فکر

مذکورہ تین اقسام بعض اہلِ مذہب کے ہاں معتبر ہے سارے بدھ مت والوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اکثر اسی طرح اس کو مشہور نام انگریزی میں Eight fold Path سے تعبیر کرتے ہے۔ بدھ مذہب میں ارہت (جو کہ انسان کامل کے لئے استعمال ہوتا ہے) کے حصول کے لئے لوگ اپنے آپ اور اپنے بچوں کو اسی طرح قربان کرتے ہے۔ آٹھ (8) سال کی عمر میں گھر بار چھوڑ کر سنیاسی ہو کر عمر کے اگلے بیس (20) سال اسی طرح مناسٹریوں یعنی بدھ عبادت گاہوں اور مراقبی ہالوں میں بدھ مونک سے مختلف طریقوں سے علوم سیکھتے ہے اور جب عمر پوری ہو جاتی ہے تو اس سلسلے میں ایک محفلِ عظیم (جو سنگ کے ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے) منعقد ہو جاتی ہے کہ وہ فلاں اب اس قابل ہوا ہے کہ اب اس کو درویش یا مونک کے لقب سے نوازا جائے۔ ہر قسم کے بالوں کو کاٹ کر وہ لباس جو سلا ہوا نہ ہو تین کپڑے ایک تہبند، ایک لمبی چادر اور ایک کپڑے کا بنا ہوا تھیلہ جس میں وہ کھانے کے لئے کچھ اکٹھا کرے کا طریقہ اپنا کرکے مجلس عال میں اعلانیہ طور پر اس کو چند الفاظ کے ساتھ بدھ مونک کے لقب سے نواز دیا جاتا ہے اور پھر وہی آدمی آگے جا کر حصول نروان کے طریقے اور مراقبے بتاتا ہے کیونکہ خود اس کو نروان حاصل ہو چکا ہوتا ہے۔[9]

اب ذرا وہ الفاظ ذکر کر دیتے ہے جس کے ساتھ ایک انسان جو پہلے ہی سے داخل مذہب تو تھا لیکن اب ایک بدھ مونک کی حیثیت سے دنیا کے سامنے ایک زرد رنگ کی ساڑھی میں ملبوس (جن کو ہم ہر روز سکرین کے پردے پر دیکھ سکتے ہے) کا طریقہ خلاصتاً ذکر کرتے ہے:

سنگ کونسل کے سامنے تین مرتبہ داخل شدہ مونک کے نام سے اس طرح بلایا جاتا ہے کہ سب کے علم میں آجائے۔ دوسرا کام یہ کہ پانچ سینئر مونک تصدیقاً اور آج کل تو دستخط شدہ پیپر پر تحریر کیا جاتا ہے کہ فلاں کی تصدیق برائے مونک ہو گئی ہے۔ اسی طرح اس بننے والے مونک سے یہ تصدیق کرائی جاتی ہے۔ کہ

1. میں اس سے قبل کوئی معاشرتی جرم میں ملوث نہیں ہوں۔
2. میں کسی کا قرضدار بھی نہیں ہوں۔

اس مجلس کے بعد ہر اس سنگ کا حصہ اور جز شمار کیا جاتا ہے جو کہ بدھ مت میں مقبول عام ہے سنگ مونک پر مشتمل اس کمیٹی کا نام ہے، جو بدھ مت میں ایک بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔آج اگر ہم یہ کہے کہ موجودہ بدھ مت کیوں زندہ ہے؟ تو یہ سنگ کے مرہون منت ہے چونکہ سنگ ایک ایسی کمیٹی ہوتی ہے، جو بدھ مت کی تشریح، تبلیغ ،دراسات، مسائل جدیدہ الغرض ایک حیثیت سے ریڑھ کی ہڈی تصور کی جاتی ہے۔ لفظِ سنگ انگریزی کتب میں (sanga) نام سے لکھا گیا ہے، سنگ میں چار قسم کے لوگ ممبر ہوتے ہے جو ذیل ہے: Four groups of sanga

1. عام لوگ جو مردوں پر مشتمل ہو/lay community male
2. عام عورتیں/lay community female
3. مونک، مرد راہب/Monks
4. نن، عورت راہبہ/Nuns

لیکن ان سب کی راہنمائی اور ذمہ داری قسم سوم یعنی مرد مونک کرتے ہے اور باقی کو ساتھ لے کر چلتے ہے۔[10]

جیسا کہ تاریخ اور بدھ تعلیمات میں موجود ہے کہ ابتدا میں سنگ میں عورت کا کوئی حصہ نہ تھا۔ گوتم نے ان کو سختی سے منع کیا تھا کیونکہ اس نے مونک کے لئے یہ اصول وضع کئے ہیں کہ مونک شادی نہیں کرے گا۔ اب اس جیسے اصول کے سامنے کیسے ایک عورت کو سنگ میں جگہ دی جائے۔ گوتم کی ایک قریبی عزیزہ مہاجپتی Mahajapati کی بار بار کے اصرار اور رونے دھونے نے بدھ سنگ میں عورت کے لئے ایک مقام بنالیا[11] جو اُنہی دنوں میں تو مردوں کے سنگ سے الگ تھا۔ جو آج کل اس طرح نہیں ہے اور اب تو ایک مستقل نن Nun کے نام سے عورتوں کا سنگ کمیٹی ہے جس کے لئے بھی مردوں کے طرح اصول اور قواعد ہیں، البتہ بیمار اور موذی مرض جو دوسروں تک منتقل ہو سکتی ہو ایسا مریض سنگ میں داخل نہیں ہو سکتا اور یاد رہے کہ مذکورہ دو صفات سے متصف مونک بھی نہیں بن سکتا اسی طرح ناقص الاعضا بھی مونک نہیں بن سکتا اب بدھ مت کے اس قانون کے تحت کوئی نامرد، مخنث /Eunuchs بھی مونک نہیں بن سکتا، ایک وہ آدمی جو گوتم بدھ کے اوپر ایمان نہیں رکھتا وہ بھی نروان نہیں پا سکتا،[12] اسی لئے ذیل میں مونک بننے کے ان تعلیمات کا مختصر جائزہ لیا جاتا ہے جو مرد راہب یعنی مونک اور نند کے لئے ضروری ہیں۔ ایک مونک اور نن انہی تعلیمات پر کاربند ہوں گے۔ اگر خلاف ورزی کرے تو مونک کہنے کے لائق نہیں ہوں گے:

1. قاتل نہ ہو گا یعنی وہ کسی جاندار یا ذی روح چیز کو قتل نہیں کرے گا۔
2. ڈاکو نہیں ہو گا یعنی کسی قسم کے چوری میں پہلے سے بھی اور بعد میں بھی ملوث نہ ہو گا۔
3. زنا کے قریب نہ ہو گا حتیٰ کہ جو دوسرے مذاہب میں فطری خواہشات کے تکمیل کا طریقہ ہے (یعنی شادی کرنا) اس کی بھی نہیں سوچے گا، کیونکہ یہاں اس مذہب میں شادی کی بالکل اجازت نہیں ہے۔
4. جھوٹ نہیں بولے گا اس مذہب میں اور مذاہب کی طرح جھوٹ بولنے کا سختی سے ازالہ کیا جاتا ہے۔
5. نشہ آور چیزوں سے دور رہے گا کیونکہ منشیات کا استعمال یہاں سرے سے منع ہے لیکن آج کل تو سری لنکا اور دوسرے علاقوں کے مونک یا اہل مذہب کے عام لوگ منشیات استعمال کر رہے ہے۔ اس کا کاروبار بھی کر رہے ہے جو کہ عند المذہب ممنوع ہے۔

6. مونک حضرات دوپہر سے پہلے اگر ہوسکے تو جیسا کیسا ملے کھانا کھالے کیونکہ بدھ مذہب میں مونک کو تجارت کے قریب ہونے سے روکا گیا ہے اور ساتھ ہی وہ ہر ایک گھر کے سامنے اپنا وہ مخصوص کپڑے کا تھیلہ، جو ان کے لباس کا حصہ ہے۔اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے پیش ہوگا اگر کسی نے کچھ دیا تو لے ورنہ آگے بھی تب تک نہیں جائے گا جب اس گھر کے لوگوں نے انکار نہ کیا ہو اور اگر دوپہر تک کچھ کھانے کو ملا تو لے ورنہ پھر دوپہر کے بعد نہ مانگ سکے گا اور نہ کھاسکے گا کیونکہ مذہبی تعلیمات میں اسی طرح ہے۔دوپہر کے بعد اگر کوئی ایسی چیز جو آگ پر نہ پکائی ہو تو پھر اس کا استعمال ممنوع نہیں ہے۔
7. ڈانس اور ڈانس پارٹیوں سے دور رہے گا ایک بات جو کہ قرینِ قیاس معلوم ہو رہی ہے وہ یہ کہ گوتم نے اور اختلافات جو کہ ہندو مذہب سے کی ہے شائد یہاں بھی ہو کیونکہ ہندو مذہب میں رقص کرنا عبادت تصور کی جاتی ہے اور گوتم نے اپنے چیلوں پر اس کی پابندی لگائی۔
8. خوشبو اور عطر وغیرہ کا استعمال یا گلے میں ہار یا مشابہ ہار چیزیں نہیں رکھے گا۔
9. آرام دِہ جگہ اور بستر پر نہ آرام کرے گا نہ سوئے گا سونے کی کیفیت اس طرح کی ہوگی کہ کسی سخت جگہ یا پھر گزارے والے ذرا سخت اسباب جو سونے کے لئے استعمال کئے جاتے ہے کو استعمال میں لائے گا۔
10. اسی طرح سونے چاندی یعنی زیورات کے قریب نہیں جائے گا مرد تو در کنار عورتوں کے لئے یہاں بہت مشکل مرحلہ ہے کیا کرے،مذہبی تعلیمات ہے اور حصولِ نروان کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔[13]

بدھ مت کی مذکورہ بالا تعلیمات کو ظاہری اور باطنی لحاظ سے اخلاقی تعلیمات ماننے سے کوئی بھی ذی عقل انسان انکار نہیں کرے گا۔ان اخلاقی تعلیمات کو بدھ مت میں دسہ سلہ (Dassa Sila) اور اسی طرح ذیل میں عوام کے لئے اخلاقی اصول ذکر کئے جائیںگےان کو پنجہ سلہ (Panja Sila) کہتے ہے۔دونوں پالی زبان کے الفاظ ہے جیسا کہ اردو میں پانچ وہاں پنجہ اور دس کو دسہ باقی سلہ پالی زبان میں اخلاق ہی کو کہتے ہے مطلب ہوا وہ اخلاقی اصول جو دس ہے اور وہ جو پانچ ہے۔[14]

بعض اہل مذہب نے ان کو زیادہ کرکے بتایا ہے لیکن اگر ہم ان کا بھی عمیق ذہن سے اندازہ کرلے تو انہی دس احکام میں وہ سارے ضم جاتے ہے۔جو کہ بعض لوگ زیادہ کرکے بتاتے ہیں۔

اب ذرا عقلی بنیادوں پر توجہ کے ساتھ غور فرمائے تو احساس ہوگا کہ کون سے وہ اصول ہے جو کہ اپنانے سے انسان اپنالے لیکن یہ بات اہل مذہب والوں کے لئے شائد ہی آسان ہو اور بعض جگہ تو عقلِ سلیم اجازت بھی شائد نہیں دے سکتی لیکن جب عقل عقل ہی نہ رہے تو پھر ہزار معبودوں کا پوجنا بھی مشکل نہیں لگتا۔

بدھ مت مذہب ہے یا نہیں ؟اس سوال کا جواب ابتدا سے مختلف فیہ ہونے کی سبب زیرِ بحث نہیں لایا جائے گا، کیونکہ بدھ مت کے بعض پیروکاروں (سکالرز) نے خود بدھ مت کے مذہب ہونے سے قطعی انکار کیا ہے۔اس بحث میں پڑنے سے فقط ضیاعِ وقت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا لیکن ایک حقیقت جو بالکل واضح اور سچ ہے کہ بدھ مت دنیا کے سامنے چوتھے درجے کا مذہب کیونکر ہے ؟ تو اس سوال کے جواب میں خود وہ اس مذہب کی وہ اخلاقی تعلیمات گواہ ہوجائے گی کہ اس مذہب میں اور ساری چیزوں کے ساتھ ساتھ ایسی خوبصورت اور عمل کے لائق اخلاقیات ہے جو ازمنہ سے چلے آرہے ہے۔اب ذیل میں بدھ مت کے عام پیروکاروں کے لئے اس مذہب کے مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کا ذکر کرتے ہے:

یاد رہے کہ بدھ مت کی ابتدا چونکہ اس زمانے میں ہوئی ہے کہ ان جیسے تعلیمات کا درس دینا تو درکنار اپنانا اور ظاہر کرنا موت کے مترادف تھا کیونکہ جس معاشرے میں انسان کو اس لحاظ سے منقسم کیا گیا ہو کہ کسی کو براہما تعالیٰ بڑے خدا کے سر، ہاتھ پاؤں سے تخلیق کا فلسفہ رائج ہو تو وہاں پھر سب انسانیت کو ایک بتانا بہت ہی مشکل کام تھا آج یہ لکھنے کو تو آسان اور شائد اس ترقی یافتہ دور میں کھنے کو تو آسان جہاں انسانی آزادی کے لئے بے شمار تنظیمیں بنی ہوئی ہے اور ہر طرف آزادی اور حریت Emancipation کی صدائیں سنی جارہی ہے۔ یہاں کوئی مشکل نہیں لیکن یہ بات بجا ہے، کہ ان تعلیمات کو اُس وقت اور اُس زمانے کی اشد ضرورت تھی اور یہ وہ تعلیمات ہے جس کے اپنانے سے یقیناً ایک معاشرہ اور نہیں تو انسانیت کا معاشرہ کہلا سکتا ہے بدھ مت کے ہاں ایک مشہور لفظ جس کو انہوں نے اپنے عقائد کے طور پر ترجیح دی ہے وہ ہمدردی کا ہے " Commiseration " جس کا یہ معنی ہے " کسی کے درد کا ساتھی بن جانا"۔ جب ذہن اور سوچ یہ ہو تو پھر کس طرح یہ انسانیت کا معاشرہ آئے دن کے قتل وغارت والے ماحول کے طرف جائے گا لہٰذا قضیہ یہ ہے کہ ہر شخص مذہبی معلومات کو حاصل کرکے زیر عمل لائے اب ذیل میں پنچہ سلہ کو آپ کے سامنے پیش کرتے ہے:

1. قتل نہیں کرے گا۔
2. چوری نہیں کرے گا۔
3. نشہ نہیں کرے گا۔
4. زنا نہیں کرے گا۔
5. جھوٹ نہیں بولے گا۔[15]

یاد رہے کہ مونک اور عام لوگوں کی اخلاقی پانچ اصول ایک ہی طرح کے ہے۔ باقی پانچ جو ذرا مشکل ہے۔اس کو عوام کے لئے نہیں بتایا۔ اسی طرح زنا یا نفسانی خواہشات کی تکمیل مونک کے لئے سرے سے حرام ہے لیکن عام لوگوں کے لئے شادی کی اجازت دی گئی ہے کہ مخصوص طریقے کی شادی کرکے اپنی خواہشات کو پوری کرے اور زنا یا غلط طریقے کے طرف دھیان اور توجہ نہ دے۔ قتل کو حرام قرار دیا حتی کہ کسی ذی روح کا قتل کرنا بھی گناہ اور جرم عظیم سمجھا جاتا ہےاور تقریباً ساری بدھ مت اس اصول کو اپنائے ہوئے ماسوائے چند ایک کے کہ وہاں وہ اپنی مذہبی تعلیمات کو بھلا کر قتل وغارت گری میں مصروف عمل ہونے کے ساتھ ایسے طریقے سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار رہے ہے جو واقعی انسانیت سوزی کے ساتھ لامثال ہے۔ ان کی یہ جنگ وجدل محض سیاسی بنیادوں پر ہے چہ جایکہ وہ صرف اپنی مذہبی تعلیمات کو اپنائے لیکن یہ مذہبی تعلیمات سے دوری ہی کہہ سکتے ہے۔ چوری بھی ممنوع ہے جو کہ بدھ مت والے آئے روز اس میں مصروف عمل نظر آتے ہے ساتھ ہی نشے کو حرام عند المذہب قرار دی ہے لیکن یہاں بھی بات کتاب کی حد تک ہے عمل تو درکنار سری لنکا میں بہت سارے بدھ مت والوں کی شراب کی دکانیں ہے اور وہ اس کاروبار سے رزق حاصل کرکے کھا رہے ہے اسی طرح شراب نوشی بھی ان کے لئے عام سی بات ہے۔

یہ تعلیمات واقعی اپنانے کے محتاج ہے۔ لہٰذا ایک بات جو بدھ مذہب کی اشاعت اور عروج کا سبب بنی ہے وہ یہ اخلاقی تعلیمات ہے جو مشکل حالات میں گوتم نے دیئے تھے کیونکہ وقت اور زمانے کے مذاہب میں آسان ترین فلسفہ یہاں موجود تھا۔ آپ ملاحظہ کرچکے ہے کہ بہت سادہ اور آسان تعلیمات ہے۔ بدھ مت کی مقبولیت کے چند ایک اور وجوہات بھی ہے جن میں شاہی سرپرستی بھی ہے کیونکہ جب اہل اقتدار مذہب کو اپناتے ہے اور پھر اس مذہب کو سرکاری حیثیت اور سرکاری سرپرستی نصیب

ہوتی ہے تو بہت جلد عوام اس کو قبول کر لیتے ہے اسی طرح بدھ مت کے ساتھ ہوا۔ ایک اور وجہ جو مقبولیت کا سبب بنا وہ مساوات کی تعلیم دینا تھی جو اس مذہب کو صفر سے لے کر کہاں تک پہنچا دیا اور آج بھی بدھ مذہب دنیا کے بڑے اور مشہور مذاہب میں تعدادی لحاظ سے چوتھے نمبر کا مذہب ہے، بدھ مذہب کی تعلیمات میں یہ بات ہے: کہ ہر بنی نوع انسان کی فطرت میں بدھ کی طبیعت موجود ہے لیکن اب حقیقی بدھ بننا اور کامیابی پانا اچھے اخلاق پر منحصر ہے کہ جب کوئی اچھے کام کرے گا تو بدھ بنے گا اور یہ تب ہوگا جب بندہ پنجہ یا دسہ سلہ کو اپنائے گا بصورتِ دیگر نروان حاصل کرنا مشکل ہے۔

یاد رہے کہ شروع سے آج تک بدھ مت کی دو عظیم فرق مہایان اور ہنایان ایک دوسرے کے عقائد سے اتنے دور ہے جتنا شرق اور غرب کا فاصلہ ہے ۔ جہاں مذاہب کی تعلیمات شروع ہوتی ہے تو خدا سے بحث شروع کرتے ہے اور یہاں چونکہ بدھی تعلیمات میں خدا کا کہی ذکر موجود نہیں اس لحاظ سے مہایان بدھ مت کے ہاں خدا کا نظریہ تو موجود ہے لیکن دوسرے طرف ہنایان جو کہ اپنے آپ کو صحیح اور پکے بدھ تعلیمات کے پابند سمجھتے ہے۔ان کے ہاں خدا کی وجود اور اس پر ایمان جیسے عقائد کا ذکر موجود نہیں بلکہ منکر ہے، کہ کوئی خدا ہی نہیں۔اسی لئے اس قسم کے بے شمار اختلافات نے اس مذہب کو بڑی رکاوٹوں میں دکھیلا ہے اور کی ان تعلیمات کو نہ اپنانے کی بہت ساری وجوہات ہے۔[16]

بدھ مت اور اسلام کے اخلاقی تعلیمات کا باہمی تقابل:

دنیا کے تمام مذہب میں اخلاقی تعلیمات کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔ بدھ مت کی تو تمام تر تعلیمات اخلاقیات ہی کے محور کے گرد گھومتی ہیں۔

ان دونوں مذاہب کے اخلاقی تعلیمات میں عدل کے بجائے احسان وقربانی ہی کی تعلیمات ملتی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بدھ مت انسان کی کردار سازی میں Idealistic Approach یعنی مثالی صورت حال کو ہی مدنظر رکھتے ہیں جبکہ علم النفسیات کی رو سے بہ حیثیت مجموعی انسانی معاشرے کے لئے Idealistic Approach یا الصورۃ المثالیۃ پر فائز ہونا ناممکنات میں سے ہے، دوسری طرف اسلام کی تعلیمات Idealistic (صورتِ مثالی) کے ساتھ ساتھ Realistic Approach یعنی واقعاتی اور مبنی بر عملیت ہیں۔اسلامی نظام حیات میں عقائد اور عبادات کے علاوہ حسن معاشرت اور اخلاقیات پر بھرپور زور دیا گیا ہے جن میں مساوات،اخوت، پیشوا کی اطاعت، باہمی مصالحت،الفت و محبت، حسن ظن، خیر خواہی، قول وفعل میں یکسانیت اور احترام انسانیت جیسے بنیادی مضامین بیان کئے گئے ہیں۔اس طرح مذاہبِ مذکورہ میں ایک اہم امرِ مشترک یہ ہے کہ ان کی تعلیمات میں اخلاقیاتِ حسنہ کی تعلیم ہے۔

یہ وسیع دنیا سائنسی ترقیات کی بدولت ایک گاؤں کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور جس طرح ایک گاؤں کے باسی ایک گھرانے کے طرح زندگی گزارتے ہیں اور وہ ایک دوسرے سے لاتعلق رہ کر زندگی نہیں گزار سکتے، مسلمان بدھ مت کے پیروکاروں سے اور اسی طرح بدھ مت والے مسلمانوں سے، یا ایک قوم دوسرے ممالک یا اقوام سے الگ نہیں رہ سکتے، چونکہ دنیا مذہبی بنیادوں پر تقسیم ہے اور انسان کو چونکہ اپنے مذہب سے ایک جذباتی لگاؤ ہوتا ہے اس لئے بعض اوقات مذہب پسند طبقات کے درمیان مذہب کو ایک تنازع کا سبب بنا دیا جاتا ہے۔

مذہبی افکار و خیالات کے تنوع کے باوجود اگر پُر امن بقائے باہمی کے تصور کو یقینی بنانے کے لئے کردار سازی کے سلسلے میں ان مذاہب کے اخلاقی مشترکات کو لے کر ان مذاہب والوں کے سامنے پیش کرلیں تو ان کے درمیان دوری اور بُعد قُرب میں

تبدیل ہو سکتی ہے امن و خوشگواری میں تبدیل ہو جائے۔

بدھ مت کی اخلاقی تعلیمات میں جہاں دسہ اور پنجہ سلہ خاصا مشہور ہے جس میں یقیناً ایک اخلاقی معاشرے کا قیام مضمر ہے۔۔ بدھ مت نے اپنی مذہب کی بنیاد انسانی مساوات پر قائم کر دی۔ سارے انسانیت کو ہندوؤں کے ذاتی تقسیم سے آزاد کر کے یہ درس دیا کہ انسانیت بلحاظ انسان سب برابر ہے۔ جو اخلاقی اصول بدھ مت دیتا ہے وہ تقریباً اسلام ہی میں مذکور ہے یعنی انسانی حرمت کے بارے میں دونوں مذاہب کا موقف یہ ہے کہ کسی کی بے عزتی کسی صورت میں نہ ہو۔ فرق صرف ان دونوں نظریوں میں اتنا ہے کہ بدھ مت والے انسانی حرمت کی پیشِ نظر ہر ذی روح کی قتل کو حرام سمجھتے ہے اس کے مقابل اسلام میں ہر ذی روح کا قتل حرام نہیں بلکہ جانوروں کو انسانی اغراض و مقاصد کی خاطر ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔ دونوں مذاہب میں انسانی قتل کو ممنوع کیا گیا۔

زنا کاری تو دونوں مذہب میں حرام ہے یعنی کسی غیر عورت کو بغیر شادی کے اس کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کو دونوں کے ہاں اجازت نہیں دی گئی۔ البتہ اسلام میں قدرے تفصیل موجود ہے کہ کسی غیر عورت کو غلط نظر سے دیکھنا بھی ممنوع کہا گیا ہے۔ کسی اجنبی عورت کو غلط نظر سے دیکھنے کو زنا کے ساتھ تشبیہ دی ہے کہ جو کسی عورت پر بُری نگاہ ڈالے گا وہ زنا کا مرتکب ہو گیا۔ اب نظر سے زنا کا فعل تو سرزد نہیں ہوتا البتہ اس کو دواعی الی الزنا یعنی عام طور سے زنا تب سرزد ہاگا جب ابتداً ایک عورت کو دیکھے کیونکہ بن دیکھے سے تعلقات کیسے قائم ہو سکتے ہے؟ جب بات دیکھنے کی ہے تو مذہب اسلام نے ان دواعی الی الزنا فعل کو بھی منع کیا۔ اس کے بر عکس بدھ مت میں زنا تو حرام ہے لیکن ان جیسی تفصیل موجود نہیں۔ ایک تفصیل جو اسلامی لٹریچر میں پڑوسی کی بیوی کا لالچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ عموماً پڑوس میں اس عمل کا وقوع آسانی سے ہو سکتی ہے اس کی بہ نسبت غیر علاقے میں ذرا مشکل ہوتا ہے۔ تو یہاں پر پڑوسی کے حقوق کو بیان کرنے کے ساتھ اس کے گھر کی حفاظت کا بیان کیا گیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس فعل سے اپنے آپ کو بچائے۔

چوری کو بھی دونوں مذاہب جرم شمار کرتی ہے کہ چوری چاہے کسی قسم کی بھی ہو حرام اور ممنوع ہے۔ بدھ مت میں اس جرم کو عام بدھوؤں اور خاص کر مونک کے لئے ممنوع کیا گیا ہے۔

جھوٹ بولنے کو دونوں مذاہب میں منع کیا گیا۔ جہاں جھوٹ سے جتنے خرابیاں پیدا ہوتی ہے اس کی پوری پوری تفاصیل دونوں مذاہب میں موجود ہے۔

ہر کام میں نیت کو خالص کرنا ضروری ہے اس کے بارے میں بدھ مذہب نے اشٹانگ مارگ ذکر کی ہے۔ علم اور عقیدہ، ارادہ اور نیت، عمل، گفتگو، خیالات، سلوک، اور یادداشت کو صحیح کرنا یہ بدمت کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ کہ جو عمل ہو چاہے اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے، اس کی اساس یعنی ابتدا صحیح ہو۔ گفتگو میں نرمی اور میٹھا پن ہو۔ اب جہاں لہجے کی کرختی سے بے شمار مسائل جنم لیتے ہے اسلام نے قدرے تفصیل سے بیان کیا کہ کرخت باتیں قہر اور غصہ پیدا کرتی ہے جہاں غصہ خود کشی پر انسان کو امادہ کرتی ہے اور غصہ کسی سے بدلہ لینے کی درس دیتی ہے لہٰذا غصہ کو اسلام میں ممنوع کیا ہے۔ کسی سے کوئی معاملہ کرنا ہو تو اس کو صحیح نیت کے ساتھ کرے۔ اس کے بر عکس اسلام میں بھی ہر کام کے ساتھ نیت کی تصحیح کا کہا ہے۔ یہاں بھی تقریباً دونوں مذاہب کا نقطہ نگاہ ایک ہی ہے۔

بدھ مت والے اپنی مذہبی رہنماؤوں کے لئے بڑی سخت قواعد ذکر کرتے ہے کہ ان کو روزگار سے منسلک نہیں ہونا

چاہیئے۔ اس طرح اسائش، زیبائش اور سہولیات سے دور ہو کر یہاں تک کہ سونے کے لئے نرم بستر کا استعمال بھی نہ کرے۔ اس کے بر عکس اسلام میں اس طرح کی قیودات نہیں ہے۔ بدھ مت والوں نے مذہبی راہنما کی سادگی اور ریاضتوں کو عینِ اخلاق سے تعبیر کیا ہے۔ کہ جو خود بھوکا ہوگا اس کو بھوک کا پتہ چلے گا۔ جو خود زرد رنگ کی ساڑی (Robe) جیسا لباس زیب تن کرے گا اس کو زیبائش کی فکر نہ ہو گی۔ اسی طرح ان پر خوشبو لگانے کو منع کیا ہے اور ساتھ ہی شادی کی تقریبات میں شامل ہونے کو منع کیا ہے۔ اسلام میں یہ سب کچھ روا ہے اور انہوں نے تو مذہبی راہناؤں کو حتی الوسع باقی لوگوں سے ہر اعتبار کی سہولیات مہیا کی ہے۔ شادی اور بہت سارے تقریبات میں ان کا حاضر ہونا لازمی سمجھتے ہے۔ بلکہ ایوان اقتدار کی آغاز ہی مذہبی راہنمایان تلاوت سے ہی کرتے ہے۔

جہاں شادی جو کہ ایک فطری خواہش کی تکمیل ہے اور انسانیت کی ضرورت ہے۔ شائد اس جوڑے کو اس خاطر رب نے بنایا تھا تو یہاں ایک بار پھر بدھ مت میں مذہبی راہنماؤں کو شادی کی اجازت نہیں دی گئی لیکن اگر دیکھا جائے تو اس عمل کی تکمیل میں اکثر ٹیلیویژن کے سکرین پر مذہبی تعلیمات کی تکفیر کیا جانا، دیکھے جاتے ہے یا پھر غیر فطری طریقوں سے تکمیلِ خواہشات کرتے ہے۔ جو کہ عند المذاہب ممنوع ہے۔

نشے کو تمام جرائم کی جڑ شمار کی جاتی ہے جس کو دونوں مذاہب میں منع کیا ہے۔ چاہے عام آدمی ہو یا پھر مذہبی راہنما، سب کے لئے نشے کو حرام کیا گیا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے یہاں بھی دونوں مذاہب کے پیروکار مذہبی تعلیمات کو فراموش کر کے اس عمل میں ملوث نظر آتے ہے۔

دوسروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا اسلام میں تو موجود ہے لیکن بدھ مت میں اس کی کوئی اس طرح وضاحت نہیں ہے جو اسلام میں ہے۔ یہ فلسفہ لکھا ہے کہ جو کوئی کسی اور سے بھلائی سے پیش آئے گا اس کے ساتھ لوگ خود ہی بھلائی کرے گے اور اس کے ساتھ معافی کو بھی اچھے عمل سے تعبیر کیا ہے۔ جو بدھ مت میں (مقدس کتب) سرے کوئی تذکرہ نہیں۔ جھوٹ، قتل، زنا، نشہ، چوری، مال اور دنیاوی چیزوں کا زیادہ لالچ اور طمع نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ چیزیں تقریباً من و عن عیسائیت کی مذہبی لٹریچر میں بھی حرام اور ممنوع ہے۔

خلاصہ بحث:

بدھ مت کی اخلاقی تعلیمات میں یہ بات بہت تفصیل سے بیان کی گئی ہے کہ گوتم بدھ کے تعلیمات کا بنیادی اور مرکزی نکتہ دُکھ اور اس دکھ سے نجات حاصل کرنے پر تھا۔ مزید اس فلسفے کی وضاحت میں انہوں نے اس میں چار اقسام بنا کر پیش کئے تھے۔ پہلا یہی دکھ تھا دوسرا اس دکھ کا کوئی نا کوئی وجہ ضرور ہو گی، تیسرا اس دکھ کو ختم کرنے کی سوچ اور چوتھا اس دکھ کو ختم کرنے کا راستہ یعنی جس طریقے سے یہ دکھ ختم ہو سکتا ہو۔

دکھ انفرادی ہو یا اجتماعی دونوں کا تعلق انسانی معاشرے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی اس دکھ کو اپنے سے دور کرنا چاہتا ہو جو کہ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی انسان بھی اپنے اپ کو دکھ میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے مقابلے میں وہ شخص جو اجتماعی دکھ کو ختم کرنے کے درپے ہو تو اس کو اس کے بدلے بڑا مقام حاصل ہوگا کیونکہ جو انسان اپنے سے دکھ کو ختم کر کے مسرت محسوس کرے گا تو کیا وہ اجتماعی دکھ کو ختم کر کے کیا خوشی حاصل کرلے گا؟ لہٰذا ظاہر ہے اس کو بہت بڑی خوشی حاصل ہو گی۔ کیونکہ جنم در جنم کے وسیع اور لمبے سلسلے سے نجات تب ممکن ہے جب نروان حاصل ہو جائے اور حصولِ نروان مبنی ہے دکھ

کو ختم کرنے پر، اب یہ دکھ تب ختم ہوگا جب ہم آٹھ اصول کو اپنائے گے۔ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ ایک مسلمان جب اس مرتبے کو پہنچ جائے کہ اس کا رب اس سے راضی ہو جائے تو اس کو زندگی میں اور کسی چیز سے کیا غرض؟ جو زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہو، اور زیادہ متقی اس کو کہا ہے جیسا کی آیت کریمہ

يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿٢١﴾ ۔ [17]

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں زیادہ متقی اس شخص کو کہا ہے جو اپنے مال اپنے دل کی صفائی کے طور پر دیتا ہو اس طریقے سے سے کسی کو احسان نہ جتلائے بلکہ رب کو خوشنودی کے لئے مال دیتا ہے۔ اگر کسی سے خود نیکی نہیں کر سکتا تو ان کو تکلیف دینے کا باعث بھی نہیں بنتا۔ غرض ایک مسلمان کو مادہ پرستی یا دنیا پرستی سے زیادہ انسان دوستی اور ہمدردی معتبر ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے دنیا پرستی سے منع فرمایا ہے کہ اس دنیا میں مسافرانہ یا اجنبیانہ زندگی گزارو۔ اپنے ضروریات کے حد تک دنیا کا استعمال منع نہیں ہے بلکہ حد درجہ خواہشات سے منع کیا گیا ہے۔ جب ایک مسلمان نے دنیا کی زندگی کو فرامین کے عین مطابق گزارنے کی کوشش کی اور ہر کسی کے دکھ کا ساتھ یا دکھ کو ختم کرنے کا ذریعہ بنا تو یقیناً اس کی اپنی زندگی بڑی خوشی کی گزرے گی جو اسلام کا اولین مطالبہ ہے۔

اسلام اور بدھ مت رحم اور دردمندی میں تقریباً ایک ہی صف میں صف آرا ہے۔ دونوں مذاہب یہی تعلیم دیتی ہے کہ انسانیت تو درکنار حیوانیت اور اس سے ایک درجہ آگے ہر ذی روح کے ساتھ مشفقانہ انداز میں عمل کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ ان کے ساتھ معاملات میں معاشرتی اصولوں کو اپنا کر وقت گزارنا چاہیئے۔ مسلمانوں کے اللہ کا ایک نام رحمان ہے جس سے مسلمانوں کی مقدس کتاب کی ابتدا ہوتی ہے۔ انسانی مساوات ہی کی وجہ سے بدھ مت کو عروج ملا ہے۔ بدھ مت نے اس پر زور دیا ہے کہ ساری انسانیت ایک دوسرے کے برابر ہے کوئی خاص عام نہیں البتہ حصولِ نروان والا زیادہ اچھا انسان ہے یعنی جو انسان اخلاقی اصولوں پر رہ کر زندگی گزارتا ہے تو اس کو نروان حاصل ہوتا ہے اور جس کو نروان مل گیا وہ سب سے بہتر ہے۔

مذہبِ اسلام میں سارے انسانیت کو آدمؑ کا اولاد کہہ کر سب کو ایک جیسا قرار دیا کہ جو بھی آدم زاد ہوگا اس کو کسی دوسرے آدم زاد پر برتری نہیں ہوگی۔ ایک صورت میں برتری ہوگی کہ جو انسان متقی ہو۔ اس کو ہم بالفاظِ دیگر یوں ذکر کرتے ہے کہ جو انسان اللہ سے زیادہ ڈرتا ہو اللہ کی اطاعت بجالاتا ہو۔ جب ایک مسلمان اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ساری اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوگا جس میں اخلاقیات ہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے گا۔ اس کے بعد سب سے اچھا انسان اس کو کہا ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے اچھا ہو۔ اس سے مراد خانگی اور عائلی زندگی ہے۔ ایک انسان کی زیادہ زندگی گھر ہی گزرتی ہے دن نہ سہی رات گھر کے اندر گزرتی ہے تو جب انسان گھر کے اندر ہی ٹھیک طرح سے زندگی گزارے گا تو یقیناً اس کی گھر سے باہر کی زندگی اچھی گزرے گی اور وہ باہر کے لوگوں سے اچھی سلوک کرے گا۔ انسان گھر سے ہی سارا کچھ سیکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد اس کو اچھا انسان کہا ہے جو پڑوس میں اچھا ہو۔ ایک انسان کے مرنے پر جب پڑوس کے دو چار آدمی اچھا ہونے کی گواہی دیں دے تو اس کو رب جنت میں داخل کریں گے۔ یہ اسلامی اخلاقی تعلیمات کی ابتدا ہے۔

نتائج:

1. دور جدید میں دنیا گلوبل ویلج کی حیثیت اختیار کر چکی ہے /فاصلے ختم ہوچکے ہےمذاہب کا مطالعہ بجائے تنقیدی ، توضیحاتی یا توصیفی انداز میں کیا جانا چاہیئے ، جس میں اسلام کا پیغام احسن انداز میں کیا جا سکتا ہے۔

2. اسلام تشدد / جنگ/ ہتھیار مسائل کا دیر پا حل نہیں مانتا کیوں کہ جنگ عظیم اول و دوم اور اس جیسی دوسرے چھوٹی جنگیں ہونے کے باوجود آخر میں ٹیبل ٹاک پر مسئلہ حل ہوا ہے جو مذکورہ بالا اخلاقیات و اخلاقی تعلیمات کو اپنائے بغیر ممکن نہیں ہے۔
3. دور جدید میں تشدد کے خلاف باثر طریقے سے آواز نہیں اٹھائی جاتی جبکہ اسلام نے ابتدائی دن سے متشددین اور تشدد کے خلاف آواز کو نیک عمل بتلایا ہے اسی لئے مذکورہ دونوں مذاہب تشدد سے باز رہنے اور اخلاقی معیار کو بلند کرکے زندگی گزارنے کی تعلیم دیتی ہے۔
4. اسلام میں جھوٹ، قتل، زنا، نشہ، چوری ،مال اور دنیاوی چیزوں کا زیادہ لالچ اور طمع نہیں رکھنا چاہیئے۔یہ چیزیں تقریباً مِن و عَن بدھ مت کی مذہبی لٹریچر میں بھی حرام اور ممنوع ہے جس کو اپنانے کی اشد ضرورت اور معاشرتی زندگی کا تقاضا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

[1] Arni Kozak. The Every-thing Buddhism (United State of America: Jewish publications Society, 2010ac), p:16

[2] Le Huu, Phuoc, graphical. Buddhist Architecture (New York : James Printing, 1959ac), p:25

[3] سعید مراد، المدخل فی تاریخ الادیان، ناشر: عین للدراسات والبحوث الانسانیہ، قاہرہ مصر، سن اشاعت ندارد، ص: 145-154
Sa'īd Murād, Al Madkhal fī Tārīkh al Adyān, (Nashir: 'Ayn lil Dirāsāt wal Buhūth al Insāniyah, cairo egypt), PP: 145-154

[4] Petere B.Clark and Peter Beyer. The world religions (United Kingdom: Routledge London, 2009ac), p:82-85

[5] Le Huu, Phuoc, Graphical, Buddhist Architecture (New York: James Printing, 1959ac), P:25

[6] ڈاکٹر، محمد حفیظ سید، گوتم بدھ: زندگی اور آفکار، ناشر: آزاد انٹرپرائزز، لاہور پاکستان، طبع اول، 1942ء، ص: 61
Dr. Muḥmmad Ḥafīẓ Sayyid, Gūtam Budh: Zindagī Awar Afkār, (Nāshir: Āzād Enterprises, Lahūr, Pākistān, 1st Edition: 1942ac), P: 61

[7] عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، ناشر: بک کارنر شوروم ، جہلم پاکستان ، 2013ء، ص: 141-154
'mād al Hasan Āzad Fārūqī, Dunyā ky Barry Madhāhib, (Nāshir: Book book corner showroom, jhelum Pākistān, 2013ac), PP: 141-154

[8] کرشن کمار، خالد ارمان، گوتم بدھ: راج محل سے جنگل تک، ناشر: نگارشات پبلشرز، لاہور پاکستان، 2007ء، ص: 250-253
Karshan Kumār, Khālid Armān, Gūtam Budh: Rāj Māhal sy Jnagl tak, (Nāshir: Nigārshāt publishers, Lahūr Pākistān, 2007ac), PP: 253-250

[9] ڈاکٹر، محمد حفیظ سید، گوتم بدھ: زندگی اور آفکار، ص:61-63

Dr. Muḥmmad Ḥafīẓ Sayyid, Gūtam Budh: Zindagī Awar Afkār, PP: 61-63

[10] *Klaus k. klostermaier. Buddhism: A short introduction, (United Kingdom: One world publication England, 2006ac), p:89-99*

[11] *Warren Matthews. World Religions (United State of America: Old Dominion University, 2010ac), 6th Edition, p:136*

[12] *Klaus k. klostermaier. Buddhism: A short introduction, Pp103-117*

[13] *Pried rich Max Muller. Sacred Books of the EAST, (India: Motilal Banarsidass, Bengalow road Delhi, 1985ac), Volume No: 11, Buddhist Sutras (Dhammakkappavat Tana-Sutta), p:137-155*

[14] *Raymond Van Over. Eastern Mysticism (United: New American Library London, 1977ac), Volume No:01, p:215-219*

[15] *Warren Mathews. World Religions, 6th Edition, p:109-110*

[16] *Warren Matthews. World Religions, 6th Edition, p:117-118*

[17] اللیل، الآیۃ:18

Al Layll Al āyah:, 18